OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

عربی کتبِ علومُ القرآن میں ناسخ و منسوخ کی بحث: ایک تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Doctrine of *Naskh* in Classical Works of *ʿUlūm al-Qurʾān*: A Research-Based Comparative Study

Muhammad Hashim
Lecturer, Department of Islamic study, Govt Islamia Graduate College Civil Lines, Lahore

Abstract

This study presents a research-based and comparative examination of the doctrine of naskh (abrogation) as discussed in major classical works of ʿUlūm al-Qurʾān. The concept of naskh occupies a central position in Qurʾānic interpretation, as it is directly linked to the understanding of the gradual legislation and evolution of Islamic rulings. Focusing on four seminal works—*al-Nāsikh wa al-Mansūkh* by Abū ʿUbayd al-Qāsim b. Sallām, *al-Burhān fī ʿUlūm al-Qurʾān* by Imām al-Zarkashī, *al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān* by Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, and *al-Fawz al-Kabīr fī Uṣūl al-Tafsīr* by Shāh Walī Allāh al-Dihlawī—this research analyzes how the understanding of naskh developed across different scholarly periods. The study critically compares definitions, classifications, sources of evidence, and the determination of abrogated verses, highlighting the shift from a broad early conception of naskh to a more restricted and methodologically cautious approach in later scholarship. The findings demonstrate an intellectual evolution in Qurʾānic studies, marked by increasing precision, critical scrutiny, and emphasis on the

CC BY

wisdom and objectives underlying legislative change. This comparative analysis contributes to a clearer and more nuanced understanding of naskh as a disciplined and carefully regulated principle within Qurʾānic interpretation.

Keywords: Naskh and Mansūkh, ʿUlūm al-Qurʾān, Qurʾānic interpretation, classical Islamic scholarship, comparative analysis, gradual legislation

تعارف

علوم القرآن کی تاریخ میں ناسخ و منسوخ کا موضوع ہمیشہ سے اہمیت کا حامل رہا ہے۔ یہ محض ایک علمی مباحثہ نہیں بلکہ قرآن مجید کے فہم اور اس کی تشریح کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں احکام کے تدریجی نفاذ اور ان کے ارتقاء کو سمجھنے کے لیے ناسخ و منسوخ کا علم ناگزیر ہے۔ اس موضوع پر علماء اسلام نے مختلف ادوار میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، جن میں سے چار نمایاں کتب اس تحقیق کا مرکز ہیں۔

ابو عبید قاسم بن سلام کی "الناسخ والمنسوخ" اس موضوع پر پہلی مستقل کتاب سمجھی جاتی ہے، جو تیسری صدی ہجری کی علمی میراث کا حصہ ہے۔ انہوں نے اس میں ناسخ و منسوخ کے بارے میں صحابہ و تابعین کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں امام بدر الدین زرکشی کی "البرہان فی علوم القرآن" میں اس موضوع کو منظم اور علمی انداز میں پیش کیا گیا۔ نویں صدی ہجری میں جلال الدین سیوطیؒ کی "الاتقان فی علوم القرآن" نے اس علم کو ایک دائرۃ المعارف کی شکل دی، جبکہ بارہویں صدی ہجری میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں ناسخ و منسوخ کو ایک نئے زاویے سے دیکھا۔

یہ چاروں کتب اپنے اپنے دور کی علمی عظمت کی آئینہ دار ہیں۔ ہر مصنف نے اپنے زمانے کے علمی ذوق اور ضروریات کے مطابق اس موضوع کو برتا ہے۔ ابو عبید نے آثار و روایات کو جمع کرنے پر زور دیا تو زرکشی نے منظم علمی بحث کی۔ سیوطی نے جامعیت کو اپنا شیوہ بنایا تو شاہ ولی اللہ نے مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے ناسخ و منسوخ کی بحث میں تدریجِ احکام کا اصول اپنایا۔

اس تحقیق کا مقصد انہی چاروں کتب میں ناسخ و منسوخ کے موضوع پر کی گئی بحث کا تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مصنف نے ناسخ و منسوخ کی تعریف، اقسام، حکمت اور منسوخ آیات کی تعداد کے تعین میں کیا نقطہ نظر اپنایا ہے۔ نیز یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس علم میں کس طرح ارتقاء آیا اور علماء کے نقطہ نظر میں کس طرح تبدیلی رونما ہوئی۔

یہ مطالعہ نہ صرف علوم القرآن کے طالب علموں کے لیے مفید ثابت ہوگا بلکہ قرآن مجید کے احکام کے تدریجی نفاذ کو سمجھنے میں بھی معاون ہوگا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگا کہ مختلف ادوار میں علماء اسلام نے کس طرح قرآن فہمی کے اس اہم پہلو کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

1۔ الناسخ والمنسوخ۔ ابو عبید قاسم بن سلاؒم (متوفی224ھ)

متقدمین کی کتب میں ناسخ و منسوخ کے موضوع پر سب سے پہلے یہ مستقل تصنیف منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان میں روایات و آثار کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ ان کتب میں سند کے ساتھ روایات کو نقل کیا گیاہے اور صحابہ و تابعین کے اقوال و آراء کو جمع کیا گیاہے۔

"ناسخ اور منسوخ" اصطلاح کے بارے میں ابو عبید قاسم بن سلاّمؒ کا تصور

ابو عبید قاسم بن سلامؒ کے نزدیک اس اصطلاح کی وضاحت میں غور کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک اور ان کے بعد اصطلاحات کی تعیین اور علوم وفنون کو الگ کرنے کے زمانے میں اصولیین کے نزدیک نسخ کے تصور کی طرف رجوع کیا جائے۔

سلف صالحین (صحابہ، تابعین اور قدیم علماء) کے ہاں "نسخ" کی اصطلاح بہت وسیع تھی، جس میں درج ذیل امور شامل تھے:

(۱)تخصیص العام (عام کو خاص کرنا) (۲)تقييد المطلق (مطلق کو مقید کرنا)

(۳)تفصيل المجمل (مجمل کی تفصیل بیان کرنا) (۴)توضيح المبہم (مبہم کو واضح کرنا)

(۵)الاستثناء (استثناء دینا)

متاخرین کے نزدیک نسخ کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے "**ابطال الحكم المتقدم الثابت بالدليل بحكم متراخ عنه ثابت بدليل آخر**"[1] (سابق حکم کا متروک اور باطل ہونا جو متاخر دلیل سے ثابت ہو)۔

لہٰذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جو شخص بھی تفسیر بالماثور کی کتب میں صحابہ و تابعین کی روایات کا جائزہ لے گا تو اسے بہت سے ایسے اقوال ملیں گے جن میں انہوں نے صراحت کے ساتھ کسی ایک آیت کے بعض اجزاء کی تنسیخ کا حکم دیا ہو گا یا ان احادیث کے نصوص کی تنسیخ کا حکم دیا ہو گا جن میں نسخ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان روایات کی چند مثالیں یہ ہیں: (۱)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "**وَالشُّعراءُ يتَّبعُهُمُ الغاوُون ، ألم تَرَ أنَّهُم في كُلِّ وَاد يَّهيمُونَ، و أَنَّهُمْ يَقُولُونَ ما لا يَفْعَلُون**"[2] کے بارے میں فرمایا کہ یہ آگے آنے والے الفاظ: "**إلَّا الَّذِينَ آمنُوا وعَمِلوا الصّٰلِحات وَذَكَرُوا اللهَ كَثِيرًا**"[3] سے منسوخ ہے۔ جبکہ متاخرین کی اصطلاح کو دیکھیں تو در حقیقت یہاں نسخ نہیں بلکہ استثناء ہے۔

(۲)۔ وہب بن منبہ کا قول: سورۃ الشوریٰ کی آیت "**وَيَسْتَغْفِرُون لِمَنْ فِي وَالْأَرْضِ**"[4] سورۃ غافر کی آیت "**وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا**"[5] سے منسوخ ہے۔

(۳)۔ ابو عبید کا قول: سورۃ النور کی آیت "**وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا**"[6] اس کے بعد والی آیت "**إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا**"[7] سے منسوخ ہے۔

علماء کی شہادات

· **شیخ الاسلام ابن تیمیہ:** "سلف نسخ کی اصطلاح کو عام معنی میں استعمال کرتے تھے"۔
· **امام شاطبی:** "سلف کے نزدیک نسخ کا تصور متأخرین کے مقابلے میں زیادہ وسیع تھا"۔
· **امام ابن القیم:** "سلف نسخ کے لفظ کو کبھی حکم کے مکمل اٹھانے کے لیے استعمال کرتے تھے جیسا کہ عام متأخرین کا موقف ہے اور کبھی عام، مطلق یا ظاہری معنی کے ختم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں"۔

نتیجہ

سلف اور متأخرین کے درمیان "ناسخ و منسوخ" کے تصور میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سلف اسے وسیع تر معنی میں استعمال کرتے تھے جبکہ متأخرین نے اسے محدود معنی میں استعمال کیا۔ اس لیے قدیم تفسیری روایات میں "نسخ" کی اصطلاح کو سلف کے وسیع تصور کے تناظر میں ہی سمجھنا چاہیے۔

امام شافعیؒ کا تاریخی مقام

امام شافعیؒ پہلے عالم ہیں جنہوں نے "نسخ" کی اصطلاح کو دوسری اصطلاحات (تخصیص، استثناء، تبیینِ مجمل، تقییدِ مطلق) سے الگ کیا۔ ان سے پہلے سلف "نسخ" کو وسیع معنی میں استعمال کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کی تعریف

امام شافعیؒ اپنی کتاب "**الرسالة**" میں لکھتے ہیں: منسوخ کا معنی ہے: اپنے فرض کو چھوڑ دینا[8]۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نسخ کی اہم شرط یہ ہے: "کوئی فرض اس وقت تک منسوخ نہیں ہوتا جب تک اس کی جگہ دوسرا فرض قائم نہ ہو"۔ جیسا کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی۔ چنانچہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ہر منسوخ کی یہی صورت ہے۔

نسخ کے لازمہ

امام شافعیؒ کے نزدیک نسخ کے تین لازمہ ہیں: (۱) سابق حکم کا باطل ہونا۔ (۲) عمل سے روک دینا۔ (۳) اس کی جگہ نیا حکم قائم ہونا۔ اس تصور میں تخصیص العام، تقیید المطلق، استثناء اور تفصیل المجمل شامل نہیں ہیں۔ مصطفی زید نے امام شافعیؒ کے نقطہ نظر کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے کہ "نسخ در حقیقت حکم کا ایسا اٹھانا ہے جس کے لیے قیام (نیا حکم) ضروری ہے"۔

نتیجہ یہ ہوا کہ امام شافعیؒ نے "ناسخ و منسوخ" کے تصور کو محدود کرکے اسے صرف "حکم کے مکمل اٹھانے اور اس کی جگہ نیا حکم قائم ہونے" تک محدود کر دیا، جبکہ سلف اسے وسیع تر معنی میں استعمال کرتے تھے۔ یہ امام شافعیؒ کا اہم علمی contribution ہے جس نے اس اصطلاح کو واضح اور محدود شکل دی۔

ابو عبید قاسم بن سلامؒ کا وسیع تصور

ابو عبیدؒ (جو امام شافعیؒ کے معاصر اور ان کے شاگرد تھے) نے سلف کے وسیع تصور کو برقرار رکھا، جس میں نسخ کے وہ تمام معانی شامل ہیں جو بیان کیے گئے البتہ ایک قسم خاص طور پر ان کے نزدیک نسخ کے مفہوم میں داخل ہے یعنی ذہنی غلط فہمی کا ازالہ (ذہنوں میں موجود غلط تصورات کا متن کے ذریعے ازالہ)۔ اس کی مثال یہ بیان کی ہے کہ صحابی رسول حضرت عدی بن حاتمؓ نے آیت "**حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ**"[9] کے ابتدائی مفہوم میں "خَیطِ ابیض" (سفید دھاگا) اور "خَیطِ اسود" (سیاہ دھاگا) کو لغوی معنوں میں لیا۔ انہوں نے روزہ رکھنے کے لیے سفید اور سیاہ دو دھاگے اپنے تکیے کے نیچے رکھ دیے اور صبح ہونے تک ان کو دیکھتے رہے تاکہ روشنی ہونے پر فرق واضح ہو سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی اس غلط

فہمی کو دور فرمایا اور واضح کیا کہ آیت کی مراد "خَیطِ ابیض" سے صبح صادق کی سفیدی اور "خَیطِ اسود" سے رات کی سیاہی ہے اور ساتھ ہی تفننِ طبع کے طور پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " **اِنَّ وِسادتَک اِذًا لَعریض ان کان الخیطُ الابیض و الاسودُ تحت وِسَادتِکَ** " [10] (تمہارا تکیہ تو بڑا کشادہ ہو گا کہ صبح کی سفیدی اور رات کی تاریکی اس کے نیچے آگئی)۔اس طرح آپ ﷺ نے آیت کے مبہم مفہوم کی وضاحت فرما کر اصل مراد متعین کر دی۔

امام ابو عبیدؒ کے نزدیک یہ واقعہ "نسخ" کی ایک قسم ہے، کیونکہ آیت کے ابتدائی محتمل مفہوم (دھاگے) کو ختم کر کے اس کی صحیح مراد (صبح و رات) متعین کر دی گئی۔اس طرح شریعت کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، بلکہ صرف غلط فہمی دور ہوئی، لیکن علمائے اصول کے ہاں اس قسم کی وضاحت بھی نسخ کے مفہوم میں داخل ہے۔

امام ابو عبیدؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ ابو عبیدؒ نے سلف کے وسیع تصورِ نسخ کو برقرار رکھا، جبکہ امام شافعیؒ نے اسے محدود کر کے صرف "حکم کے مکمل اٹھانے" تک محدود کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ابو عبید کی کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں نسخ کی مثالیں زیادہ وسیع ہیں۔

2۔البرہان فی علوم القرآن۔امام بدر الدین زرکشیؒ (متوفی794ھ)

امام زرکشیؒ نے البرہان فی علوم القرآن میں نسخ کے موضوع کو انتہائی منظم انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ نے اسے "**النوع الرابع والثلاثون، معرفة ناسخه ومنسوخه**" کے عنوان سے کتاب کی دوسری جلد میں جگہ دی ہے اور صفحہ نمبر 151 سے صفحہ نمبر 175 تک اس بحث کو ذکر کیا۔ ان کی ترتیب نے بعد کے علماء جیسے امام جلال الدین سیوطیؒ کے لیے اسلوب کی بنیاد فراہم کی۔

نسخ کی اہمیت کے حوالے سے امام زرکشیؒ لکھتے ہیں کہ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ ناسخ و منسوخ کی معرفت کے بغیر کلام اللہ کی تفسیر کرنا کسی کے لیے جائز نہیں۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے "**اتعرف الناسخ والمنسوخ** [11]، **قال : الله اعلم ، قال هلكتَ و أهلكتَ**" [12] یعنی جو ناسخ و منسوخ کی پہچان کے بغیر کلام اللہ کی تفسیر کرتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔

نسخ کے لغوی معانی

امام زرکشیؒ نسخ کے چار لغوی معانی بیان کرتے ہیں:

۱۔ الإزالة (ختم کرنا)، ۲۔التبدیل (تبدیل کرنا)، ۳۔التحویل (منتقل کرنا)، ۴۔النقل من موضع الی موضع (ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا)[13]۔ امام زرکشیؒ نے نسخ کے لغوی تحقیق پر ہی اکتفاء کیا ہے اور ہر معنیٰ کے ثبوت کے لیے آیات اور لغت سے استدلال کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زرکشیؒ کے نزدیک بھی سلف کی طرح نسخ کے مفہوم میں وسعت ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں منسوخ آیات کی تعداد ذکر نہیں کی۔ البتہ آپ کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد محدود ہے۔

نسخ کا وقوع عقلاً و نقلاً (یہود کے نظریہ بداء کی تردید)

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نسخ کے ساتھ خاص کیا۔ جس کا مقصد حکم میں آسانی اور سہولت ہے۔ امام زرکشی نے یہود کے اعتراض کو رد کیا اور ثابت کیا کہ نسخ صرف شرعی احکام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کائنات کا سارا کارخانہ اسی اصول پر چل رہا

ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ سے موسموں میں تبدیلیاں پیدا کرتا رہتا ہے، انسان کے اپنے حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں کبھی امیری سے غریبی کی طرف اور کبھی صحت سے بیماری کی طرف اور سورج کا طلوع وغروب (تغییر حالات) ہونا وغیرہ۔ لہذا نسخ حکمتِ خداوندی کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ یہود نے نسخ کا اس لیے انکار کیا کہ اس سے علم الٰہی میں تبدیلی لازم آتی ہے اور نسخ کو "بداء" کا نام دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نسخ علم کی تبدیلی کا نام نہیں ہے بلکہ حکم کی تبدیلی کا نام ہے جو کہ بندوں کے منافع اور مصالح کے پیش نظر ہوتی رہتی ہے۔

قرآن کا نسخ سنت سے (امام شافعیؒ کا اختلاف)

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں: اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا نسخ دوسری آیت سے جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "**مانَنْسَخْ مِنْ آية أو نُنسِها نَأْتِ بخَيرٍ مِّنْ أو مِثْلِهَا** " [14] (ہم جب بھی کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا اُس جیسی لے آتے ہیں)۔ اس آیت سے جہاں نسخ کا ثبوت ہوتا ہے وہاں "**نأت بخير منها او مثلها**" سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ناسخ کا مرتبے میں منسوخ سے اعلیٰ ہونا یا کم از کم برابر ہونا ضروری ہے۔ اب چونکہ قرآن مجید کی تمام آیات متواتر اور قطعی الثبوت ہیں لہذا قرآن مجید کی کسی آیت کا نسخ دوسری آیت سے جائز ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے "**وَاذا بَدَّلْنا آية مَكانَ آية وَّ اللهُ اَعلَمُ بما ينزل** "[15] (اور جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ نازل فرماتا ہے)۔ اس آیت میں واضح طور پر بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک آیت کا نسخ دوسری آیت سے کرتے ہیں۔

اسی طرح سنت کا قرآن کی کسی آیت سے نسخ جمہور علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ بیت المقدس کی طرف رخ کرنا سنت سے ثابت تھا جس کا نسخ قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتا ہے "**فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطرَ المسجدِ الحرامِ**"[16] (اپنے چہرے کو مسجدِ حرام کی طرف پھیر دو)۔ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا سنت سے ثابت تھا جو اس آیت سے منسوخ ہوا "**فمن شَهِد منكُمُ الشَّهرَ فليَصُمه**"[17] (تم میں جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اسے رمضان کا روزہ رکھنا چاہیے)۔

تیسری قسم قرآن کو سنت سے نسخ کرنا ہے۔ جمہور علماء (امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام احمد رحمھم اللہ) اس کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ جمہور کے موقف کی دلیل حدیث "**الا لا وصية لوارث**"[18] جو کہ آیت وصیت کے لیے ناسخ ہے۔ اور شادی شدہ (محصن) زانی کی سزا جو کہ رجم ہے وہ سنت سے ثابت ہے جبکہ قرآن مجید میں زانی کی سزا صرف 100 کوڑے بیان کی گئی ہے تو اب معلوم ہوا کہ حدیث نے شادی شدہ کے لیے کوڑوں کی سزا کو ساقط کر دیا اور رجم (سنگسار کرنے) کی سزا کو متعین کیا۔ یہ بھی حدیث کے ذریعے قرآنی آیت کے نسخ کی ایک مثال ہے۔

اس مسئلے میں امام زرکشیؒ نے امام شافعیؒ کے موقف کی تائید کی ہے اور "**قلنا** " کی عبارت بھی اسی طرف مشیر ہے جمہور کے موقف کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ آیت وصیت کے لیے ناسخ آیتِ میراث "**ولابويه لكل واحد منهما السدس** " [19] (اگر میت کی اولاد موجود ہے تو ترکہ میں سے چھٹا حصہ والدین کا ہے) ہے۔ اور شادی شدہ کے لیے حد رجم منسوخ التلاوۃ آیت "**الشَّيخُ وَالشَّيْخَةُ اِذا زَنَيا فَارْجُمُوهُما اَلبَتَّةَ** " [20] سے ثابت ہے نہ کہ سنت سے لہذا یہ نسخ بالسنۃ نہیں بلکہ تخصیص الحکم ہے۔

ناسخ کا نسخ بھی جائز

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ ناسخ کا نسخ بھی جائز ہے اور ایسا قرآن مجید میں موجود ہے اس کی مثال یہ ہے کہ پہلے حکم آیا "لكم دِينُكم وَلِي دِينِ "[21] اور پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناسخ "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ" [22] ہے۔ پھر اس ناسخ کے حکم میں بھی تبدیلی واقع ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَ اَلْقَوا اِلَيكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللهُ لَكُمْ عَلَيهِم سَبِيلا"[23] (چنانچہ اگر وہ تم سے کنارہ کشی کرتے ہوئے تم سے جنگ نہ کریں، اور تم سے امن کی پیشکش کر دیں تو اللہ نے تم کو ان کے خلاف کسی کاروائی کا کوئی حق نہیں دیا)۔

قرآن مجید میں نسخ کی اقسام

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں نسخ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) **نسخ التلاوة دون الحكم**: اس قسم کے لیے مؤلف نے چند مثالیں ذکر کی ہیں۔ جیسے یہ بات مروی ہے کہ سورۃ النور میں ان الفاظ "الشَّيخُ وَالشَّيْخَةُ اِذا زَنَيا فَارْجُمُوهُما اَلبتَّةَ " [24] کی تلاوت کی جاتی تھی۔ جس کی تلاوت کو منسوخ کر دیا گیا۔ تلاوت کی منسوخی کی دلیل وہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے: لولا ان يقولَ الناسُ: زاد عمر في كتاب الله ، لَكتبتُها فانّا قَد قَرَ أناهَا[25] (اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کیا تو میں اس آیت کو قرآن میں ضرور لکھوا دیتا، ہم نے تو اس آیت کو پڑھا ہے)۔

حضرت عمرؓ کے اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ آیت قرآن مجید کا حصہ تھی اور دیگر آیات کی طرح اس آیت کا نزول ہوا اور ہم باقاعدہ اس کی تلاوت بھی کیا کرتے تھے۔ اب اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہے۔ (۲) حکم کے اعتبار سے یہ آیت ثابت ہے اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس آیت کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیتا اگر لوگوں کے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا۔

سوال

یہاں امام زرکشیؒ نے ایک سوال ذکر کیا ہے: اس آیت میں لفظ "الشيخ والشيخة" (بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت) کا ذکر کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ یوں کیوں نہیں کہا: "محصن ومحصنة" (یعنی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت)؟

اس کے جواب میں ابن الحاجب نے اپنی کتاب "أماليه" میں کہا ہے کہ یہ "بديع" (یعنی عمدہ بیان کاری) میں سے ہے جس میں مبالغہ مقصود ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ برائی کے بیان میں ہر قسم (جنس) کو سب سے کم تر اور گھٹیا چیز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور تعریف کے بیان میں ہر قسم کو سب سے بڑھ کر اور اعلیٰ چیز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آسان انداز میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں "الشيخ" (بوڑھا مرد) اور "الشيخة" (بوڑھی عورت) کا لفظ استعمال کرنا اس لیے ہے کہ برائی کرتے وقت ان کی عمر کی کمزوری اور بے بسی کو دکھانا مقصود ہے، جس سے ان کا فعل اور بھی زیادہ قابلِ مذمت بن جاتا ہے۔ اگر "محصن" (شادی شدہ) کہا جاتا تو وہی زور اور مبالغہ نہ ہوتا۔

اسی قسم کی ایک اور مثال بیان کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ احزاب، سورہ بقرہ جتنی تھی یعنی بعد میں اس سورت کا ایک حصہ منسوخ ہو گیا۔

حکمت

امام زرکشیؒ اس قسم کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "صاحب الفنون" نے کہا: "ایسا اس لیے کیا گیا تا کہ اس امت کی فرمانبرداری اور اطاعت کی عظمت ظاہر ہو سکے۔ وہ صرف ایک گمان (یعنی ظنی دلیل) کی بنیاد پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے دوڑ پڑتی ہے۔ یہ ان کی غیر معمولی اطاعت اور جذبۂ ایمانی کی سب سے بڑی دلیل ہے"۔

(۲) **نسخ الحکم دون التلاوۃ**: امام زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قسم 63 سورتوں میں ہے۔ ان میں سے ایک سورۃ البقرۃ کی آیت "**والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وَّصیَّۃ لازواجھم متاعا الی الحول ..**"[26] پس اس آیت کی رو سے شوہر کی وفات کے بعد بیوہ ایک مکمل سال شوہر کے گھر میں رکے اور اس کا خرچہ شوہر کے مال سے اٹھایا جائے گا۔ اس آیت کے لیے ناسخ سورۃ البقرۃ کی ہی آیت ہے" **وَالذِینَ یُتوفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ ازواجا یَّتربصْن بانفُسِھِنَّ اربعۃ اشھُر وَّ عَشْرا**" [27]۔ اس آیت میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن بیان کر کے واضح کر دیا گیا کہ بیوہ شوہر کے گھر میں صرف چار ماہ دس دن ہی رکے گی۔

قاضی ابو المعالیؒ کا قول

قاضی ابو المعالیؒ کہتے ہیں کہ پورے قرآن میں صرف دو مقام ایسے ہیں جہاں ناسخ اپنے منسوخ سے مقدم ہے۔ باقی ہر جگہ ترتیب یہی ہے کہ پہلے منسوخ آیت آئی ہے اور پھر ناسخ۔ ان دو جگہوں میں سے ایک سورۃ البقرۃ کا گزشتہ مقام ہے اور دوسری جگہ سورۃ الاحزاب میں ہے کہ ناسخ آیت کا نمبر 50 ہے جبکہ منسوخ آیت کا نمبر 52 ہے۔

حکمت

دو حکمتیں بیان کی ہیں (۱) نسخ اکثر اوقات تخفیف کے لیے ہوتا ہے جو کہ نعمتِ خداوندی ہے۔ اس نعمت کا احساس دلانے کے لیے ان آیات کی تلاوت کو باقی رکھا گیا۔ (۲) قرآن کی تلاوت جس طرح احکام کی معرفت اور ان پر عمل کے لیے کی جاتی ہے اسی طرح تلاوت ثواب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ ان آیات کی تلاوت کو خاص طور پر ثواب حاصل کرنے کے لیے باقی رکھا۔

(۳) **نسخ الحکم والتلاوۃ**: تلات اور حکم دونوں کا منسوخ ہونا۔ اس کی مثال حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے: **کان فیما انزل عشر رضعات معلومات یُحَرِّمنَ ثُمَّ نُسِخنَ بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ ﷺ وھی فیما یقرأ من القرآن**[28]۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رضعات والی آیت نازل ہوئی جو کہ کچھ عرصے کے بعد پانچ رضعات والی آیت سے منسوخ ہو گئی اگرچہ اس نسخ کا عام لوگوں کو علم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کی وفات تک اس کی تلاوت کا کرتے تھے۔ اور اس کا حکم بھی منسوخ ہے اسی لیے کسی امام کے نزدیک دس رضعات والی آیت متدل نہیں۔

ثلاثی تقسیم (نسخ حقیقی، مجازی، منساء)

امام زرکشیؒ نے بعض حضرات کی طرف نسبت کرتے ہوئے نسخ کی ایک تقسیم کی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حقیقی نسخ

یہ وہ نسخ ہے جس میں مامور بہ پر عمل درآمد سے پہلے ہی اس کو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ اس کی واضح مثال **"آیت نجویٰ"** ہے جس میں پہلے نجویٰ (راز کی بات) کے وقت صدقہ دینے کا حکم تھا، لیکن عمل درآمد سے قبل ہی یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اس قسم کے نسخ کو **"حقیقی نسخ"** کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں عمل سے پہلے ہی حکم کو بالکل ختم کر دیا جاتا ہے۔

مجازی نسخ

اس قسم کے نسخ میں پہلے سے موجود حکم کو کسی نئے حکم کے ساتھ بدل دیا جاتا ہے۔ اس کی متعدد صورتیں ہیں (۱) وہ احکام جو پہلی امتوں کے لیے تھے، جیسے قصاص اور دیت کا حکم جو پہلی امتوں میں نافذ تھا۔ (۲) کسی چیز کا حکم مجمل طور پر بیان کیا جانا، جیسے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا مشروع تھا، پھر یہ منسوخ کر کے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا۔ عاشورہ کے روزہ کا حکم ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ منسوخ کیا گیا۔ اس قسم پر **"مجازی نسخ"** کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ اس میں حکم بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ تبدیل ہوتا ہے۔

منساء (تاخیر کرنا، فراموش کرنا)

یہ وہ نسخ ہے جس میں حکم کسی خاص سبب کی بناء پر دیا جاتا ہے، لیکن بعد میں وہ سبب زائل ہو جانے پر حکم بدل جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمانوں کی کمزوری اور کمی کے وقت میں صبر اور عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا گیا تھا اور جب یہ وجہ جاتی رہی تو سبب کے زائل ہونے پر جہاد فرض کر کے اسے منسوخ کر دیا گیا۔ درحقیقت یہ نسخ نہیں بلکہ "منساء" (تاخیر کرنا، فراموش کرنا) ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"أَوْ نُنْسِهَا"** یعنی ہم اس حکم کو نسیان و فراموشی کی نذر کر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے قوت حاصل کرنے تک قتال کا حکم اٹھائے رکھا گیا۔

اس تقسیم سے اکثر لوگوں کی اس غلط فہمی کا ازالہ ہوتا ہے کہ صبر اور عفو کی آیات، آیات سیف کے نزول سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ "منساء" کے قبیل سے ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر حکم پر عمل درآمد اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس کا مقتضی موجود ہو۔ جب علت زائل ہو جاتی ہے تو عمل دوسرے حکم کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

فرق یہ ہوا کہ نسخ حکم کو اس طرح زائل کر دینا ہے کہ پھر اس کی تعمیل جائز نہ رہے، جبکہ نساء میں حکم مؤخر کر دیا جاتا ہے، جو مناسب وقت آنے پر نافذ ہو سکتا ہے۔ یہ تقسیم علمِ نسخ میں ایک اہم اضافہ ہے جو مختلف انواع نسخ کے درمیان فرق کو واضح کرتی ہے۔

3۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)

الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ایک عظیم الشان کتاب ہے جو علوم قرآن پر مبنی ہے۔ یہ کتاب ان کے اپنے پیشروؤں کی تحریروں، خاص طور پر علامہ بدر الدین زرکشیؒ کی **"البرہان فی علوم القرآن"** اور علامہ بلقینی کی **"مواقع العلوم"** کو جمع کر کے ترتیب دی گئی ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے ان کے مضامین کو شامل کر کے اس میں اضافہ کیا۔ اس کا تحقیقی مطالعہ اس کے علمی مقام اور اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ علوم قرآن کا ایک بنیادی اور جامع انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں قرآن پاک سے متعلق 80 سے زائد موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب اصل میں علامہ سیوطیؒ کی ایک بڑی تفسیر **"مجمع البحرین"** کے مقدمے کے طور پر لکھی گئی تھی، جو بعد میں **"الاتقان فی علوم القرآن"** کے نام سے مشہور ہوئی۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب میں ناسخ و منسوخ پر **"النوع السابع والأربعون: فی ناسخه و منسوخه"** کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا ہے۔ اس باب میں ۷ مسائل بیان کیے۔ جو بالترتیب یوں ہیں:

(۱) نسخ کی لغوی تحقیق (۲) نسخ امتِ محمدیہ ﷺ کی خصوصیت اور نسخ کی حکمت (۳) کن امور میں نسخ کا امکان

(۴) نسخ کی اقسام (حقیقی، مجازی، منساء) (۵) ناسخ و منسوخ کے اعتبار سے سورتوں کی اقسام (۶) ناسخ کی اقسام

(۷) قرآن مجید میں نسخ (منسوخ) کی اقسام

علامہ سیوطیؒ نے اس باب میں اکثر مباحث وہی ذکر کی ہیں جو **"البرھان فی علوم القرآن"** میں ہیں۔ ہم یہاں صرف وہ مباحث ذکر کریں گے جو **"البرھان فی علوم القرآن"** میں نہیں ہیں۔

نسخ کا امکان

نسخ فقط امر و نہی میں واقع ہوتا ہے، عام ازیں کہ وہ اوامر و نواہی لفظ خبر (جملہ خبریہ) سے وارد ہوں یا صیغہ امر و نہی (جملہ انشائیہ) کے ساتھ۔ لہٰذا جو خبر طلب و انشاء کے لیے نہ ہو اس میں نسخ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وعد و وعید بھی اسی قبیل سے ہیں کہ ان میں نسخ نہیں ہو سکتا۔ اب اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ جو علماء اخبار، وعد و وعید کی آیات کو نسخ کے باب میں لائے وہ ٹھیک نہیں۔

ناسخ کی اقسام

علامہ سیوطیؒ نے ایک انوکھی بحث ذکر کی ہے جس میں ناسخ کی چار اقسام نقل کرتے ہیں۔ مکّی بن ابی طالب القیسیؒ[29] نے فرمایا: ناسخ (یعنی نسخ کرنے والا حکم) کئی قسم کا ہوتا ہے:

(۱) ایک فرض دوسرے فرض کو نسخ کرے اور پہلے فرض پر عمل کرنا جائز نہ ہو۔ جیسے زانیہ عورتوں کے لیے قید کی سزا کا حکم، حد (کوڑوں) کے حکم سے منسوخ ہوا۔

(۲) ایک فرض دوسرے فرض کو نسخ کرے لیکن پہلے فرض پر عمل کرنا (ثواب کی نیت سے) جائز ہو۔ جیسے (دشمن کے مقابلے میں) ثابت قدمی کی آیت (جس میں کم پر زیادہ کا مقابلہ کرنے کا حکم تھا)۔

(۳) ایک فرض کسی ندب (مستحب) کو نسخ کرے۔ جیسے قتال (جہاد) کا حکم، پہلے مستحب تھا پھر فرض ہو گیا۔

(۴) ایک ندب (مستحب) کسی فرض کو نسخ کرے۔ جیسے رات کا قیام (نماز تہجد کا فرض ہونا) پھر اس کا فرض ہونا منسوخ ہو کر اس آیت: " **فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْءَانِ** "[30] سے (تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر) مستحب ہو گیا۔

منسوخ آیات کے حوالے سے غلط فہمی کا ازالہ

اس باب کی معرکۃ الآراء بحث یہ ہے کہ منسوخ آیات کون سی ہیں۔ اس بحث کو نسخ کی دوسری قسم میں ذکر کیا یعنی وہ آیات جن کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہو لیکن ان کی تلاوت باقی رہے۔ اور یہی وہ قسم ہے جس پر (ناسخ و منسوخ کے موضوع پر) زیادہ تر کتابیں لکھی گئی ہیں اور حقیقت میں ایسی آیات کی تعداد بہت ہی کم ہے، اگرچہ عام علماء نے ان آیات کی تعداد بہت زیادہ بیان کی ہے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں جن آیات کو زیادہ شمار کرنے والوں نے منسوخ ذکر کیا ہے، وہ کئی قسم پر ہیں:

پہلی قسم: وہ (آیات) جو نہ تو نسخ میں سے ہیں اور نہ ہی تخصیص میں سے، بلکہ ان کا نسخ یا تخصیص سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ جیسے " **وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ** "[31] (ہم نے انہیں جو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں)۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ

زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ آیت اب بھی باقی ہے۔ یہ ایک خبر (بیان) ہے جس میں انفاق فی سبیل اللہ کی تعریف کی گئی ہے اور اس میں زکوٰۃ، اہل خانہ پر خرچ، اور دیگر مستحب خرچے سب شامل ہیں۔

دوسری قسم: وہ (آیات) جو در حقیقت "تخصیص" (یعنی کچھ حالات کے لیے مخصوص ہونے) کی قسم میں سے ہیں، "منسوخ" کی قسم میں سے نہیں۔ ابن العربی نے اس کی بہت خوب وضاحت کی ہے۔ جیسے" **إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا**"[32] (بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے) اور اسی طرح آیت" **فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ**"[33] (پس تم درگزر کرو اور چشم پوشی کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (فتح یا جہاد کا) لے آئے)۔ ان آیات میں الاَّ یا حتیٰ جیسے الفاظ نے ان کے حکم کو پہلے ہی مخصوص حالات کے لیے محدود کر دیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ انہیں منسوخ کہتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔

تیسری قسم: وہ (احکام) جو زمانہ جاہلیت میں، یا پچھلی شریعتوں میں، یا اسلام کے ابتدائی دور میں رائج تھے لیکن قرآن میں ان کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، پھر اسلام نے انہیں ختم یا تبدیل کر دیا۔ جیسے باپ کی بیویوں سے نکاح کا حرام ہونا، قصاص اور دیت کا قانون، اور تین طلاقوں کا نافذ ہونا۔ بعض اہل علم انہیں بھی "ناسخ" میں شمار کرتے ہیں، لیکن انہیں نہ شمار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر انہیں ناسخ میں شمار کیا جائے تو پورا قرآن یا اس کا زیادہ تر حصہ "ناسخ" میں شمار ہوگا، کیونکہ قرآن کا بیشتر حصہ کفار اور اہل کتاب کے طریقوں کو ختم کرتا ہے۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب واضح ہوگیا کہ ناسخ و منسوخ کی تعداد زیادہ بتانے والوں کی منسوخ آیات بڑی تعداد میں در حقیقت منسوخ ہی نہیں ہیں۔ اس طرح صرف ایک چھوٹی سی تعداد ایسی باقی بچتی ہے جو واقعی منسوخ ہو سکتی ہے۔

منسوخ آیات

آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ سیوطیؒ کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد کیا ہے اور وہ آیات کون سی ہیں۔

(۱) **كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ أِن ترك خيرٌ الوصيةُ للوالدين۔۔** [34]۔ یہ آیۃ المواریث سے منسوخ ہے۔

(۲) **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ** [35] یہ حکم آیت" **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** "[36] سے منسوخ ہے۔

(۳) **يايُّها الَّذين اٰمنُوا عَلَيْكمُ الصِّيامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ** [37] یہ آیت" **أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ**"[38] سے منسوخ ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں اہل کتاب کے روزوں سے موافقت کا حکم تھا جس میں سونے کے بعد کھانے اور جماع کی حرمت بھی شامل ہے۔ بعد والی آیت سے رات میں جماع کی حرمت منسوخ ہوئی۔

(۴) **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ** [39] یہ آیت" **وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كافة**" [40] سے منسوخ ہے۔

(۵) **وَالَّذِينَ يُتوفَّونَ مِنكُم وَ يَذَرُونَ ازواجا وَّصِيَّة لازواجهم متاعا الى الحول غير اخراج** [41]۔ یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت" **والذين يُتوفَّونَ مِنكُم و يَذرُونَ ازواجا يَّتربصن بانفسهن أربعةَ اَشهُرٍ وَّعشرا** " [42]۔ اس آیت سے بیوہ کے لیے ایک سال تک شوہر کے گھر میں ٹھرے رہنے کا حکم منسوخ ہوا۔

(۶) **وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكم به الله** [43] یہ بعد والی آیت" **لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا** "[44] سے منسوخ ہے۔

(۷) اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ[45] یہ آیت" فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" [46] سے منسوخ ہے۔

(۸)وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ[47] یہ آیت" وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ"[48] سے منسوخ ہے۔

(۹)وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُربىٰ واليتامىٰ والمساكينُ فارزُقُوهُم مِّنه [49] یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حکما منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے لیکن لوگوں نے اس کے حکم پر عمل کرنے میں سستی کی ہے۔

(۱۰)وَالَّتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نسائكُم فاسْتَشهِدُوا عَليهِنَّ أربعة مِّنكُم [50] یہ حکم آیاتِ نور سے منسوخ ہے۔

(۱۱) لا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الحَرَام [51] اس میں اشہر حرم کی حرمت اباحتِ قتال سے منسوخ ہے۔

(۱۲)فَإِن جَاءُوكَ فَأَحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ[52] یہ حکم آیت"وَأَنِ احكُم بينهم بما أنزلَ اللّٰهُ "[53] سے منسوخ ہے۔

(۱۳)أَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ[54] یہ حکم "وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِّنكُمْ" [55] سے منسوخ ہے۔

(۱۴) اِن يَّكن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرونَ يَغْلِبُوا مِائتَيِن۔۔ [56] یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت" فان يكن مِّنكُم مِائة صَابرة يَّغلبُوا مائتين۔۔" [57] ۔اس آیت سے مسلمانوں کا دس گنا کفار کی تعداد سے مقابلہ کرنا منسوخ ہوا۔

(۱۵)أِنفرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا [58] یہ حکم آیاتِ عذر سے منسوخ ہے۔

(۱۶)الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً[59] یہ حکم آیت"وَ أَنكِحُوا الأيامىٰ منكم" [60] سے منسوخ ہے۔

(۱۷)لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم[61]۔ کہا گیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے بلکہ لوگوں نے عمل میں سستی دکھائی ہے۔

(۱۸) لايَحِلُّ لَكَ النِّساءُ مِنْ بَعدُ [62] یہ آیت"اِنَّا أَحلَلنا لك أَزواجك الّتى اٰتيت أُجُورَهُنَّ" [63] سے منسوخ ہے۔

(۱۹)اِذا ناجَيتُمُ الرَّسُولَ فقدِّمُوا بين يَدَى نجوٰكم صدقة [64] یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت"فاذ لم تفعلوا وتاب الله عليكم فاقيمو الصلوٰة و اٰتوا الزكوٰة واطيعوا الله و رسوله"[65]۔

(۲۰)فَاٰتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِثْلَ مَا أَنفَقُوا[66] یہ حکم آیتِ سیف اور بعض نے کہا آیتِ غنیمت سے منسوخ ہے۔

(۲۱)قُمِ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا[67] یہ حکم سورت کے آخر کے جملے" فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْءَانِ"[68] سے منسوخ ہے۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ 21 مقاماتِ نسخ ہیں اگرچہ بعض میں اختلاف ہے لیکن ان کے علاوہ میں نسخ کا دعویٰ درست نہیں۔ زیادہ درست بات یہی ہے کہ ان 21 میں سے بھی 2 موقع ایسے ہیں جہاں حکم اب بھی باقی ہے یعنی آیۃ القسمة (نمبر 9) اور آیۃ الاستیذان (نمبر 17)۔ اس طرح کل 19 مقاماتِ نسخ ہوئے۔ البتہ ان کے ساتھ ایک آیت کو شامل کیا جا سکتا ہے اور وہ"فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ"[69] ہے یہ آیت حضرت ابن عباسؓ کی رائے کے مطابق منسوخ ہے اور ناسخ آیت"فَوَلِ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"[70] ۔ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ علامہ سیوطیؒ کے نزدیک کل 20 مقامات ایسے ہیں جہاں نسخ ہوا[71]۔

4۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی 1762ء)

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ایک عظیم الشان تصنیف ہے جو علوم القرآن کے بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب تفسیر قرآن کے اسالیب، قواعد اور طریقہ کار کو انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں پیش کرتی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اس میں قرآن فہمی کے لیے درکار بنیادی علوم، مثلاً ناسخ و منسوخ، علوم پنجگانہ، نظم قرآن، قرآم مجید کے وجوہِ اعجاز، غرائب القرآن اور اسباب نزول جیسے موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔

اس کتاب میں "ناسخ و منسوخ" کی بحث کو دوسرے باب کی فصل ثانی میں ذکر کیا ہے۔ اس بحث کو انتہائی جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے نسخ کے معنی و مفہوم میں سلف و خلف کا اختلاف ذکر کیا ہے پھر متاخرین میں سے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب **"الاتقان فی علام القرآن"** میں جو 21 مقاماتِ نسخ ذکر کیے، ان کو نقل کیا اور ثابت کیا کہ ان میں سے صرف 5 مقامات ایسے ہیں جہاں حقیقتاً نسخ واقع ہوا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے واضح کیا ہے کہ نسخ (کسی شرعی حکم کا بدلنا یا ختم ہونا) ایک شرعی اصطلاح ہے جس کا تعلق زمانی ترتیب اور احکام کے ارتقاء سے ہے۔ ان کا نقطہ نظر متوازن اور علمی ہے، جس میں وہ نہ تو ہر تغیر کو نسخ قرار دیتے ہیں اور نہ ہی نسخ کے واضح موارد سے انکار کرتے ہیں، بلکہ شریعت کے تدریجی نفاذ اور حالات کے مطابق احکام کی تبدیلی کو ایک حکیمانہ عمل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

نسخ کے معنیٰ میں متقدمین اور متاخرین کا اختلاف

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں صحابہ و تابعین کے کلام میں غور خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسخ کو لغوی معنیٰ میں استعمال کرتے ہیں پس ان کے نزدیک نسخ کے معنیٰ ہیں **"ازالة بعض اوصاف الآية بأية أخرىٰ"** [72]۔ اسی وجہ سے متقدمین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد 500 تک پہنچ جاتی ہے بلکہ اگر بغور مطالعہ کریں تو منسوخ آیات کی تعداد غیر محدود ہے۔

متاخرین نسخ کو اصطلاحی معنیٰ[73] میں لیتے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد محدود ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے 21 مقاماتِ نسخ ہیں ذکر کیے ہیں۔ جن کو شاہ ولی اللہؒ نے الفوز الکبیر میں نقل کرنے سے پہلے فرمایا **"وللفقير فی اکثرها نظر، فلنورد کلامه مع التعقيب "**[74] (ان میں سے اکثر مقامات میں فقیر کے نزدیک اعتراض ہے جس کو ہم ہر مقام کے بعد ذکر کریں گے)۔

منسوخ آیات کی تعداد

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک قرآن مجید میں صرف 5 آیات حکماً منسوخ ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱)**كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ احدكُمُ الموتُ اَنْ ترک خيرٍ الوصيةُ للوالدين و الاقربين بالمعروف**[75]۔ یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ **آية الميراث** [76] ہے۔ جس کی وجہ سے والدین اور قریبی رشتے داروں کے لیے وصیت کی فرضیت منسوخ ہوئی۔

(۲)**وَالَّذِينَ يُتوفَّونَ مِنْكُم وَ يَذَرُونَ ازواجا وَّصِيَّة لازواجهم متاعا الى الحول غير اخراج** [77] ۔ یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت" **والذين يُتوفَّونَ مِنكُم ويَذرُونَ ازواجا يَّتربصن بانفسهن أَربعةَ اَشهُروَّ عشرا** " [78] ۔ اس آیت سے بیوہ کے لیے ایک سال تک شوہر کے گھر میں ٹھرے رہنے کا حکم منسوخ ہوا۔

(۳)اِن یَّکن مِّنکُمْ عِشْرُونَ صَابِرونَ یَغْلبُوا مِائتَینِ ، وان یَّکُن مِّنکم مِائة یَّغلِبُوا أَلْفا مِّنَ الَّذِینَ کَفَرُوا [79] ۔یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت" فان یکن مِّنکُم مِائة صَابرة یَّغلبُوا مائتین ، و ان یکن مِّنکُم الفٌ یَّغلبُوا ألفین بأذن الله" [80] ہے۔اس آیت سے مسلمانوں کا دس گنا کفار کی تعداد سے مقابلہ کرنا منسوخ ہوا۔

(۴)لایَحِلُّ لَکَ النِّساءُ مِنْ بَعدُ وَلاَ اَنْ تبدَّلَ بهِنَّ مِنْ أَزْواجٍ [81] یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت"اِنَّا أَحلَلنا لک أَزواجک الّتی اٰتیتَ أُجُورَهُنَّ" [82] ۔اس آیت سے جو آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روکا گیا تھا، وہ منسوخ ہوا۔

(۵)یاأیُّها الَّذِین اٰمَنُوا اذا ناجَیتُمُ الرَّسُولَ فقدِّمُوا بین یَدَی نجوٰکم صدقة [83] ۔یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت"فاذ لم تفعلوا وتاب الله علیکم فاقیموا الصلوٰة و اٰتوا الزکوٰة واطیعوا الله و رسوله " [84] ۔اس آیت سے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے کا حکم منسوخ ہوا۔

تقابلی مطالعہ کے محاور

ہم مندرجہ ذیل پہلوؤں کے تحت ان کتابوں میں ناسخ و منسوخ کی بحث کا تقابلی جائزہ پیش کر سکتے ہیں:

کتاب کی نوعیت اور اسلوب میں فرق

ابو عبید کی "الناسخ والمنسوخ" اس موضوع پر اولین اور مستقل کتاب ہے۔ یہ ایک خاص موضوع پر ہے، نہ کہ علوم القرآن کی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کا اسلوب زیادہ حدیثی اور فقہی ہے۔ مصنف نے آثارِ صحابہ و تابعین کو بڑی وضاحت سے جمع کیا ہے۔

امام بدر الدین زرکشی کی "البرہان فی علوم القرآن"علوم القرآن کی ایک جامع کتاب ہے جس کا ایک باب ناسخ و منسوخ پر ہے۔ اس کتاب کا اسلوب منظم، علمی اور استدلالی ہے۔ مصنف نے مختلف آراء کو پیش کر کے ان پر بحث کی ہے اور اپنے ترجیحی موقف کا اعلان کیا ہے۔

جلال الدین سیوطی کی "الاتقان فی علوم القرآن" یہ علوم القرآن کا انسائیکلوپیڈیا سمجھی جاتی ہے۔ ناسخ و منسوخ اس کے 80 علوم میں سے ایک علم ہے۔ اس کا اسلوب تجمیعی و تخریجی ہے۔ سیوطی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے پہلے محققین (ابو عبید، زرکشی وغیرہ) کے اقوال و دلائل کو یکجا کر دیا ہے۔ وہ مختلف مسالک اور ان کے دلائل بغیر کسی واضح ترجیح کے پیش کر دیتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" یہ اصول تفسیر پر ایک مختصر مگر نہایت گہری کتاب ہے۔ ناسخ و منسوخ اس کا ایک اصول ہے۔ اس کا اسلوب فلسفیانہ، اجتہادی اور تصوف آمیز ہے۔ شاہ صاحب نے ناسخ و منسوخ کو قرآن کے " تدریجی تشریعی منہج" کے حوالے سے دیکھا ہے۔ ان کا زور اس پر رہا کہ متقدمین کی آراء سے ہٹ کر منسوخ آیات کی تعداد کو کم سے کم رکھا جائے۔

ناسخ و منسوخ کی تعریف اور اقسام میں نقطہ نظر

ابو عبید کی تعریف عملی اور فقہی ہے۔ وہ ان آیات کو جمع کرتے ہیں جن کے بارے میں صحابہ یا تابعین نے نسخ کا قول کیا ہے۔ امام زرکشی اور علامہ سیوطی یہ دونوں نسخ کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں اور ناسخ و منسوخ کی تفصیلی اقسام (نسخ القرآن بالقرآن، نسخ القرآن بالسنہ، نسخ السنہ بالقرآن وغیرہ) پر بحث کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کا نقطہ نظر منفرد ہے۔ وہ نسخ کو "تکمیل شریعت" کے عمل کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں نسخ کی اقسام کی بجائے اس کی حکمتیں (مقاصد) زیادہ اہم ہیں۔

منسوخ آیات کی تعداد کے تعین میں اختلاف

ابو عبید قاسم بن سلام نے نسبتاً زیادہ تعداد میں آیات کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ہر وہ قول جمع کر رہے ہیں جو ان تک پہنچا، چاہے وہ ضعیف ہو۔ امام زرکشی کا رجحان توثیق و تنقیح کی طرف ہے۔ وہ ہر روایت کو قبول نہیں کرتے اور تعداد کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے نزدیک بھی منسوخ آیات کی تعداد متاخرین سے زیادہ ہے۔ علامہ سیوطی وہ تمام اقوال و آراء کو یکجا کر دیتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر علماء میں کس قدر اختلاف ہے۔ وہ خود بھی منسوخ آیات کی تعداد کو بہت کم کر کے دکھاتے ہیں۔ علامہ سیوطی کے نزدیک 21 مقامات سے زیادہ نسخ کا دعویٰ درست نہیں۔ خود ان کے نزدیک 20 مقاماتِ نسخ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ ان کا موقف سب سے معتدل اور مجتہدانہ ہے۔ وہ نسخ کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اسے ثابت کرنے کے لیے سخت شرائط عائد کرتے ہیں۔ ان کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد نہایت قلیل (05) ہے۔

ناسخ و منسوخ کے ثبوت کے مصادر

ابو عبید کے نزدیک بنیادی مصادر آثارِ صحابہ و تابعین ہیں۔ جبکہ امام زرکشی اور علامہ سیوطی یہ تاریخی ترتیب، قطعی دلالت اور آثار تینوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا زور مقاصدِ شریعت کی عقلی توجیہ پر ہے۔ وہ محض ایک صحابی کے قول پر نسخ ثابت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

خلاصہ

زیر نظر تحقیق کا مرکز علوم القرآن کی چار عظیم الشان کتب میں ناسخ و منسوخ کی بحث کا تحقیقی و تقابلی جائزہ ہے۔ یہ مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مختلف ادوار میں علماء نے قرآن مجید کے احکام میں تدریج اور نسخ کے مسئلے کو کس مختلف زاویوں سے سمجھا اور پیش کیا۔ ابو عبید قاسم بن سلامؒ کی **"الناسخ والمنسوخ"** اس سلسلے کی پہلی مستقل کتاب ہونے کے حوالے سے بنیادی اہمیت رکھتی ہے، جس میں مصنف کا طریقہ کار زیادہ تر آثارِ صحابہ و تابعین کے جمع و تدوین پر مبنی ہے، جس میں روایتی مواد کو ترجیح دی گئی ہے۔

امام زرکشیؒ کی **"البرہان فی علوم القرآن"** میں اس موضوع کو ایک منظم اور علمی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ نے ناسخ و منسوخ کی تعریف، اقسام اور شرائط پر مفصل بحث کی ہے اور مختلف آراء کو پیش کرتے ہوئے اپنے ترجیحی موقف کا اعلان کیا ہے۔ ان کا اسلوب استدلالی اور تنقیدی ہے، جس میں وہ محض روایات تک محدود نہیں رہتے بلکہ عقلی دلائل سے بھی کام لیتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی **"الاتقان فی علوم القرآن"** میں ناسخ و منسوخ کے موضوع کو ایک جامع اور انسائیکلوپیڈیائی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اس موضوع پر متقدمین و متاخرین علماء کے اقوال کو یکجا کر کے ایک ایسی علمی میراث فراہم کی ہے جو اس موضوع پر ہر محقق کے لیے ناگزیر بن گئی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی **"الفوز الکبیر فی اصول التفسیر"** اس موضوع پر ایک منفرد اور مجتہدانہ نقطہ نظر پیش کرتی ہے۔ شاہ صاحب نے ناسخ و منسوخ کو محض ایک فقہی مسئلہ سمجھنے کے بجائے قرآن مجید کے تدریجی تشریعی منہج کے حوالے سے

دیکھا ہے، اور وہ اسے شریعت کے ارتقائی عمل کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناسخ ومنسوخ کے علم میں ارتقائی مراحل طے ہوئے ہیں۔ ابتدائی دور میں روایات کے جمع وتدوین پر زور دیا گیا، پھر اسے منظم علمی شکل دی گئی، اس کے بعد جامعیت کی طرف توجہ مرکوز ہوئی، اور آخر میں مجتہدانہ نقطہ نظر سامنے آیا۔

ایک اہم نتیجہ یہ بھی سامنے آیا کہ منسوخ آیات کی تعداد کے تعین میں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ علماء کا رجحان تحدید کی طرف بڑھا ہے۔ ابو عبید نے جہاں نسبتاً زیادہ تعداد میں آیات کو منسوخ قرار دیا، وہیں امام زرکشی اور علامہ سیوطی نے اس تعداد کو محدود کیا، جبکہ شاہ ولی اللہ نے تو نہایت قلیل تعداد کو ہی نسخ کا مصداق مانا ہے۔ یہ ارتقاء درحقیقت قرآن فہمی کے سلسلے میں علماء کی بڑھتی ہوئی علمی پختگی اور احتیاط کی عکاسی کرتا ہے۔

حوالاجات

[1] ۔ قاسم بن سلّام ہروی، الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز، دراسۃ وتحقیق محمد بن صالح مدیفر (ریاض: مکتبۃ الرشد، س۔ن)، 53۔

[2] ۔ الشعراء226:26، 225، 224۔

[3] ۔ الشعراء227:26۔

[4] ۔ الشوریٰ5:42۔

[5] ۔ الغافر7:40۔

[6] ۔ النور:4:24۔

[7] ۔ النور5:24۔

[8] ۔ محمد بن ادریس شافعی، الرسالۃ، تخریج وتحقیق عبد الروف بن عبد الحنّان (امارتِ عربیہ متحدہ: دار الفتح، 2007ء)، 192۔

[9] ۔ البقرۃ187:2۔

[10] ۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)، کتاب التفسیر، باب قولہ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر: 4509، 2:132۔

[11] ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ ایک قاضی کے پاس سے گزرے، اس سے فرمایا: کہ کیا تم ناسخ ومنسوخ کو جانتے ہو اس نے کہا نہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا: تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا۔

[12] ۔ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990ء)، 2:158۔

[13] ۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، 2:159۔

[14] ۔ البقرۃ106:2۔

[15] ۔ النحل101:16۔

[16] ۔ البقرۃ144:2۔

[17] ۔ البقرۃ185:2۔

[18] ۔ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجۃ (بیروت: دار الفکر، 2003ء)، باب لا وصیۃ لوارث: 2714۔

[19] ۔ النساء11:4۔

[20] ۔ قزوینی، ابن ماجہ، **کتاب الحدود، باب الرجم**: 2553۔

[21] ۔ الکافرون6:109۔

[22] ۔ سورۃ التوبۃ36:9۔

[23] ۔ سورۃ النساء90:4۔

[24] ۔ قزوینی، ابن ماجہ، **کتاب الحدود، باب الرجم**:2553۔
[25] ۔مالک بن انس، المؤطاءلامام مالک بروایۃ ابی مصعب الزھری (بیروت: دار التاصیل، 2016ء)، کتاب الحدود:1292، 2:302۔
[26] ۔ سورۃ البقرۃ2:240۔
[27] ۔ سورۃ البقرۃ2:234۔
[28] ۔ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)، کتاب الرضاع، بیان ان خمس رضعات یحرمن:3597، 1:540۔
[29] ۔ آپ اندلس کے ایک جلیل القدر مفسر، قاری اور علوم قرآن کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی وفات (437ہجری) میں ہوئی۔ آپ کی تفسیر **"الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ"** اور قراءات پر کتاب **"الکشف عن وجوہ القراءات"** بہت مشہور ہیں۔ علامہ سیوطی (رحمہ اللہ) اپنی کتاب **"الاتقان فی علوم القرآن"** میں علوم قرآن کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے اکثر ان کے اقوال نقل کرتے ہیں۔
[30] ۔ المزمل20:73۔
[31] ۔ البقرۃ3:2۔
[32] ۔ العصر2:103۔3۔
[33] ۔ البقرۃ2:109۔
[34] ۔ البقرۃ2:180۔
[35] ۔ البقرۃ2:184۔
[36] ۔ البقرۃ2:185۔
[37] ۔ البقرۃ2:183۔
[38] ۔ البقرۃ2:187۔
[39] ۔ البقرۃ2:217۔
[40] ۔ التوبۃ9:36۔
[41] ۔ البقرۃ2:240۔
[42] ۔ البقرۃ2:234۔
[43] ۔ البقرۃ2:284۔
[44] ۔ البقرۃ2:286۔
[45] ۔ آل عمران3:102۔
[46] ۔ التغابن64:16۔
[47] ۔ النساء4:33۔
[48] ۔ الانفال8:75۔
[49] ۔ النساء4:8۔
[50] ۔ النساء4:15۔
[51] ۔ المائدۃ5:2۔
[52] ۔ المائدۃ5:42۔
[53] ۔ المائدۃ5:49۔
[54] ۔ المائدۃ5:106۔
[55] ۔ الطلاق65:2۔

[56] ۔الانفال8:65۔

[57] ۔الانفال8:66۔

[58] ۔البراءۃ9:41۔

[59] ۔النور24:3

[60] ۔النور24:32

[61] ۔النور24:58

[62] ۔الاحزاب33:52

[63] ۔الاحزاب33:50

[64] ۔المجادلۃ58:12

[65] ۔المجادلۃ58:13

[66] ۔الممتحنۃ60:11

[67] ۔المزمل73:2

[68] ۔المزمل73:20

[69] ۔البقرۃ2:115۔

[70] ۔البقرۃ2:149۔

[71] ۔جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون، 2008ء)، 467۔

[72] ۔شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (لاہور: مکتبہ علوم اسلامیہ، س۔ن)، 51۔

[73] ۔**بیان انتھاء حکم شرعی، بطریق شرعی، متراخ عنہ، حتی لا یجوز امتثالہ۔**

[74] ۔شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، 52۔

[75] ۔البقرۃ2:180۔

[76] ۔النساء4:11۔

[77] ۔البقرۃ2:240۔

[78] ۔البقرۃ2:234۔

[79] ۔الانفال8:65۔

[80] ۔الانفال8:66۔

[81] ۔الاحزاب33:52۔

[82] ۔الاحزاب33:50۔

[83] ۔المجادلۃ58:12۔

[84] ۔المجادلۃ58:13۔